THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

حرام سے متعلق اسلامی اصول قرآن وسنت کی روشنی میں، اختصاصی مطالعہ

THE ISLAMIC PRINCIPLES REGARDING TO PROHIBITIONS IN THE LIGHT OF QUR'AN AND SUNNAH, A SPECIFIC STUDY

1- Hafiz Muhammad Yunus
Visiting Faculty NED University of Engineering & Technology, Karachi, Pakistan
Email: hafizyunusasri@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0009-0000-9820-1676

2- Faraz Ul Haq
Assistant Professor, Department of Essential Studies, NED University of Engineering & Technology, Karachi, Pakistan.
Email: abuhasanfaraz@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-5734-2795

To cite this article:
Yunus, Hafiz Muhammad, and Faraz Ul Haq. "The Islamic Principles Regarding to Prohibitions in the Light of Qur'an and Sunnah, a Specific Study." The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, no. 2 (November 11, 2023).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 9, No. 2 ||July –December 2023 || P. 18- 35
DOI:	10.29370/siarj/issue17urduar2
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	https://siarj.com
Published online:	2023-11-11
Journal is Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library | University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR | Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library | Advanced Sciences Index

BY NC SA
Open Access

حرام سے متعلق اسلامی اصول قرآن وسنت کی روشنی میں، اختصاصی مطالعہ

THE ISLAMIC PRINCIPLES REGARDING TO PROHIBITIONS IN THE LIGHT OF QUR'AN AND SUNNAH, A SPECIFIC STUDY

Hafiz Muhammad Yunus, Faraz Ul Haq

ABSTRACT:

The concept of Lawful and forbidden has been known to every nation since ancient times. However, people have differed in explaining the scope, variety and causes of taboos and taboos, many of which were the product of their ancient beliefs, superstitions, and myths. In Islamic jurisprudence (Sharia) Lawful (halal) and forbidden (Haram) is not an unnecessary thing but an important thing and as Muslims we should know what is lawful and what is forbidden. It should be noted that the purpose of declaring something haram in the religion of Islam is not to take away, disturb and limit people's freedom, but its purpose is to regulate social life in all its aspects and control human behavior. Rather, let's say that in view of human rights, human beings are bound by these types of prohibitions. Also, in this kind of commandments of Islam, from one angle or another, there is protection from evil and mischief in these matters. Moreover, the prohibited things are limited and enumerable and clearly defined while all others are permissible.

KEYWORDS: Lawful Forbidden, Tahreemat, Islamic jurisprudence Sharia

کلیدی الفاظ: حلال، حرام، تحریمات، اسلامی فقہ، شریعت

تمہید:

حرمت و ممانعت کائنات کے کسی بھی نظام کے قانونی ڈھانچے کا حصہ ہوتا ہے، کیونکہ انسانی طبیعت میں فرشتوں کی طرح اتباع واطاعت کا مزاج نہیں بلکہ انسان کو مفسدہ اور خرابی سے بچانے کے لیے بہت سے امور جو کسی بھی اعتبار سے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں ان سے روکنا، تنبیہ کرنا اور باز نہ آنے پر سزا کا قانون نافذ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ ہر مذہب یا قانون میں ہے کہ لوگوں کی زندگیوں کو درست رکھنے کے لیے ممنوعات کا ہونا ضروری ہے ورنہ زیادتی، ناانصافی اور دھوکہ دہی جائز ہوگی۔ پھر اس میں اکثریت کے مفاد کو مد نظر رکھا جاتا ہے نہ کہ کسی فرد واحد یا محدود گروہ کے مفاد کو۔ کیونکہ پابندی میں تو بظاہر فرد واحد جزوی طور پر متاثر ہوتا ہے یا نقصان اٹھاتا ہے لیکن معاشرے کی مصلحت کا تقاضا اس سے روکنا ہی ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں متعین کی گئی سزاؤں کا مقصد برائی سے روکنا ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انسانی تاریخ میں اس حوالے سے کی گئی کوششیں عقل، تجربے یا قوت کی بنیاد پر تھیں۔ دین اسلام نے اگر کوئی شے یا معاملہ حرام قرار دیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگوں کی آزادی کو چھیننا اور انہیں محدود کرنا ہے بلکہ اس کا مقصد سماجی زندگی کو اس کے تمام پہلوؤں میں منظم کرنا اور انسانی رویے کو کنٹرول کرنا ہے۔ بلکہ یوں کہہ لیں کہ انسانی حقوق کے پیش نظر ہی انسانوں کو اس قسم کی ممانعتوں میں پابند کیا جاتا ہے۔ یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ دین اسلام نے جس کام کو بھی حرام قرار دیا ہے اس میں کسی نہ کسی زاویے سے برائی اور خرابی موجود ہے۔[1] یہ بات بھی اس حوالے سے معلوم ہونی چاہیے کہ جن چیزوں سے روکا گیا ہے وہ محدود اور قابل شمار ہیں اور ان کا بیان ہوا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس حلال و جائز امور بہت زیادہ ہیں۔ حتیٰ کہ معاملات میں ضابطہ ہی یہ ہے کہ سب کچھ جائز ہے سوائے اس سے جس سے روک دیا گیا۔ اگر روکی گئی چیزیں زیادہ ہوتیں اور مباح اشیاء کم ہوتیں تو قاعدہ یوں ہونا چاہیے تھا کہ سب کچھ حرام ہے سوائے اس کے جو حلال کر دیا جائے۔ پھر بحیثیت مسلمان یہ بات بھی معلوم رہے کہ حلال و حرام دین کا حصہ ہیں اور اس حوالے سے حرام کے ترک پر اجر ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی کہ میں اگر فرض نمازیں پڑھوں، روزے رکھوں، حلال کو حلال مانوں اور حرام کو حرام اور مزید کچھ نہ کروں تو کیا میں

[1] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-An'am, Surah No: 6, Verse No: 145

جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں۔[2]

لغوی مفہوم:

لغت میں حرام، حلال کی ضد ہے۔ حُرْماً و حَراماً و حَرُمَ، حَرَم و حَرام، حَرَمَ اس کے مصادر آئے ہیں۔[3]

اصطلاحی مفہوم:

قاضی یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

"هو الامر الذي نهى الشارع عن فعله نهياً جازماً بحيث يتعرض من خالف النهي لعقوبة الله في الآخرة، وقد يتعرض لعقوبة شرعية في الدنيا أيضا"[4]

''وہ معاملہ جسے کرنے سے شریعت نے سختی سے روکا ہو، اس طرح کہ جو شخص اس ممانعت کی خلاف ورزی کرے گا وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرے گا۔ اور کسی معاملے کی وجہ سے اس کو دنیا میں بھی قانونی سزا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔''

احناف کے نزدیک اگر کسی کام سے رکنے کا مطالبہ دلیلِ قطعی کے ذریعے سے ہو تو حرام ہے۔ اگر دلیلِ ظنی کے ذریعے سے ہو تو اسے مکروہ کہا جاتا ہے۔

ان تعریفات کی روشنی میں واضح ہوا کہ جمہور کے نزدیک صرف شرعی نص کے الفاظ کو دیکھا گیا ہے کہ اس میں کام سے رکنے کا مطالبہ حتمی اور لازمی طور پر کیا گیا ہے تو وہ حرام کام ہے اس سے اجتناب کرنے پر اجر ملے گا اور اس کا

---

[2] Muslim bin al-Hajjaj Abu al-Hasan al-Qashiri al-Nisaburi, Sahih Muslim, Kitab al-Iman, Kitab ul-Iman Baab bayan il iman., Hadith No: 15,Dar Ahya ul-Turath al-Arabi – Beirut , vol. 1 p. 44

[3] Zain al-Din Abu Abdullah Muhammad bin Abi Bakr al-Hanafi al-Razi, Mukhtar ul-Sihaah, Al- Maktabah Al-asariya, Beirut, 5th edition, 1999, p. 71.

Muhammad bin Makram bin Ali, Abul Fazl, Jamal ul-Din Ibn Manzoor al-Afriki, Lisan ul Arabs, Dar Sadir - Beirut, 3rd Edition, 1414 AH, Volume 12, p. 120

[4] Yusuf Al-Qarzawi Allama, Halal aur Haram fil-Islam, Maktaba Wahba, Sharea Al-Jamhoriya, Abidin qahira, first Edition 2012 p. 16

مرتکب گناہ گار ہوگا، چاہے وہ دلیل قطعی سے ثابت ہو، جیسے زنا کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یا دلیل ظنی سے ثابت ہو جیسے خبرِ آحاد سے۔ البتہ حنفیہ کے نزدیک حرام کا اطلاق صرف اس پر ہوگا جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور جو دلیل ظنی سے ثابت ہو وہ مکروہ تحریمی کہلائے گا۔

حرام کی ایک اور تعریف اس کے حکم اور ثمرہ کے اعتبار سے بھی کی جاتی ہے جو کہ یہ ہے:

"مایثاب تارکه امتثالاً، ویستحق العقاب فاعله"

جسے اطاعت سمجھتے ہوئے چھوڑنے پر ثواب اور کرنے والا اس کام کے کرنے پر سزا کا مستحق ٹھہرے۔"

حرام کے مفہوم میں استعمال ہونے والے دیگر نام:

اہل علم کی عبارات میں متعدد ایسے الفاظ ہیں جو تحریم کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جنہیں تحریم کے دیگر نام یا القاب کا نام دیا جاسکتا ہے۔ تحریم کے مختلف القاب ہیں جنہیں اصولیوں نے ذکر کیا اور ان پر بحث کی اور تحریم کو مختلف ناموں کے ساتھ ذکر کیا گیا، اسے تحریم، حرام یا محرم کہا۔ اس کے علاوہ چند مشہور نام یہ ہیں۔ الممنوع، المحظور، المعصیۃ، الذنب وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

حرمت کے تعلق سے اسلامی اصول:

حرمت کے حوالے سے ضروری ہے کہ ان قواعد کی معرفت حاصل کی جائے جن کا جاننا بہت ضروری ہے اور ان اصولوں کی معرفت حلال و حرام کے مابین کرنے یا نہ کرنے کی اہمیت و حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔ وگرنہ یقیناً ممکن ہے کہ حلال و حرام کے معاملے محض ایک دنیوی یا انسانی یا تہذیبی و ثقافتی فکر سمجھ کر صرفِ نظر کر دیا جائے یا حرام امور کے ترک کا معاملہ جس اہمیت کا متقاضی ہے اسے وہ اہمیت نہ دی جائے۔ اس سلسلے میں حرمت کے حوالے سے بنیادی اصولوں کی معرفت بہت ضروری ہے، ذیل میں انہیں بیان کیا جائے گا۔

ا۔ پہلا اصول: حرمت کا معاملہ شرعی ہے نہ کہ ثقافتی یا تہذیبی:

اسلام میں حلال و حرام کا حق اللہ تعالیٰ کو ہے امور و اشیاء کی حلت و حرمت کا معاملہ ثقافتی، تہذیبی نہیں ہے بلکہ شرعی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ شریعت ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ آؤ میں تم پر ان امور کے بارے میں تلاوت کروں جو اللہ تعالیٰ نے

حرام کر دیے ہیں۔[5] متعدد مقامات پر یہ نسبت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ناحق قتل کی تحریم[6]، ان لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیاہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہ مانیں۔[7] کفار کی صفاتِ مذمومہ میں سے یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کر لیتے ہیں۔[8] خود ہی اشیاء میں سے جسے چاہیں حلال یا حرام کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے روکا گیا۔[9] ایمان والوں کو روکا گیا اس بات سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام نہ کریں۔[10] رسول اللہ ﷺ کا حرام کردہ بھی ایسے ہی ہے جیسے اللہ کی طرف سے کوئی شے حرام کی گئی ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں واشگاف الفاظ میں یہ اصول دیا گیاہے کہ رسول کریم ﷺ جس چیز کا حکم دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے روک جاؤ۔[11] بعض احادیث میں ان لوگوں کی مذمت آئی جو احایث میں رسول اللہ ﷺ کی حرام کردہ امور یہ کہہ کر رد کر دیں کہ اسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ حرام کر دیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ امور کے مثل ہے۔[12] لہذا رسول کریم ﷺ کی تحریم کی حیثیت بھی مسلمہ ہے۔ یہ حیثیت دینِ اسلام میں کسی اور کو

---

[5] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-An'am, Surah No: 6, Verse No: 151

[6] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-An'am, Surah No: 6, Verse No: 151, Surah Al-Asra, Surah No: 17, Verse No: 37, Surah Al-Furqan, Surah No: 25, Verse No: 68

[7] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-Tawbah, Surah No: 9, Verse No: 29

[8] Al-Qur’an al-Kareem: Surah Al-Tawbah, Surah No: 9, Verse No: 37, Surah Al-An’am, Surah No: 6, Verse No: 140.

[9] Al-Qur’an al-Kareem: Surah Al-Nahl, Surah No: 16, Verse No: 116.

[10] Al-Qur’an Al-Kareem: Surah Al-Maidah, Surah No: 5, Verse No: 87.

[11] Al-Qur’an Al-Kareem: Surah Al-Hashr, Surah No: 59, Verse No: 7.

[12] Abu Dawood Sulaiman bin Al-Shaath Al-Azdi Al-Sajistani, Sunan Abu Dawood, Al-Maqabah al-Asriyah, Saida-Beirut, Kitab al-Sunnah, Baab Fi Luzoom il-Sunnah, Hadith No: 4604, vol. 4 p. 200
Muhammad bin Isa al-Tirmizi, Abu Isa, Sunan al-Tirmizi, Sharika wa Matbaa Mustafa Al-Babi Al-Halabi, Misr, 2nd edition, 1975, Kitab al-Ilm, Baab Ma Naha Anhu an Yuqala inda Hadith il- Nabi, Hadith No: 2664, Vol. 5, p. 38.

نہیں دی گئی۔ بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں نے جب یہ حق جو اللہ اور اس کے رسول کا تھا اپنے علماء اور پیشواؤں وک دے دیا تو قرآن کریم میں اس حوالے سے سخت الفاظ میں مذمت بیان ہوئی چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ"[13]

"انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں، کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔"

اس آیت کی وضاحت کے حوالے سے جب عدی بن حاتم نے استفسار کیا جو کہ پہلے عیسائی تھے انہوں نے کہا کہ ہم توان کی عبادت نہیں کرتے تھے نبی کریم ﷺ نے جواباً فرمایا:

"أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ"[14]

"وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن جب ان کے علماء ان کے لیے کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو اسے حلال سمجھ لیتے اور جب کسی شے کو حرام قرار دیتے تو وہ اسے حرام سمجھ لیتے۔"

Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Daar Ihya il Kutub il Areabiya - Faisal Isa al-Babi al-Halabi, Al-Muqadamah, Baab Taazeem Hadith Rasul illaha Hadith No: 12, vol. 1 p. 6

[13] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-Tawbah, Surah No: 9, Verse No: 31.

[14] Muhammad Bin Isa Al-Tirmizi, Abu Isa, Sunan Al-Tirmizi, Sharjah Maktabah Wa Mataba Mustafa Al-Babi Al-Halabi Misr, Second Edition, 1975 AD, Kitab Tafseer ul Quran, Baab wa min surat al tauba, Hadith No: 3095, Vol. 5, p. 278.

Abu Bakr Ahmad bin Al-Hussain bin Ali al-Bayhaqi, Sunan al-Kabir, Bitahqeeq Dr. Abdullah bin Abdul Mohsin Al-Turki, 1st edition 2011, Kitab Adab al-Qazi, Baab Ma Yaqzi bihi al Qazi wa yufti bihi al Mufti, Hadith No: 20376, Vol. 20, p. 340

۲۔ دوسرا اصول: ہر نقصان دہ شے حرام ہے:

جب یہ بات متعین ہے کہ یہ حرمت من جانب اللہ ہے تو یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شے بھی حرام ہو وہ مخلوق کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے، اس کے اس نقصان سے لوگوں کو بچانے کے لیے اس شے یا معاملے سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہوتا ہے۔ یہ حرمت کا معاملہ بلاوجہ اور محض ثقافتی طور پر نہیں ہے بلکہ لوگوں کے حق میں ہی ہے۔ جب یہ حق کسی اور کو دیا جائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ بہت سے فائدہ مند چیزیں بھی حرام ٹھہریں گی اور بہت سی نقصان دہ چیزیں حلال ٹھہریں گی۔ کیونکہ خالقِ حقیقی جیسا علم بھلا کسے ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم میں ایک موقع پر ارشاد ہے:

"كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ"[15]

"تم پر لڑنا لکھ دیا گیا ہے، حالانکہ وہ تمھیں ناپسند ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمھارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمھارے لیے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

معلوم ہوا کہ انسان کسی شے کو اپنے لیے بہتر سمجھے مگر ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ شے اس کے لیے بہتر نہ ہو بلکہ نقصان دہ ہو اور اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم کامل واکمل ہے، اس کی ذات کے بارے میں ایسا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال یہود و نصاریٰ نے ایسا ہی کیا اور مشرکین عرب میں بھی یہ خامی تھی کہ انہوں نے اپنی مرضی سے بہت سی چیزوں کو حلال کر دیا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا تھا، یہی معاملہ مشرکین عرب کا تھا۔ جیسا کہ زنا کی حرمت، ہفتہ کے دن شکار، چربی کے استعمل سے روکنے پر بیچ کر اس کی قیمت کو استعمال کرنا، حرمت والے مہینوں کی تقدیم و تاخیر جیسے معاملات اس کی واضح مثالیں ہیں۔

اس حوالے سے یہ بات بھی اہم ہے کہ شریعت کے حرام کردہ امور میں اس کی وجہ یا ڈھونڈنی چاہیے یا نہیں؟ اور اگر اس پر مطلع نہ ہو سکیں تو اس کو حرام نہ مانیں صرف اس وجہ سے کہ سائنسی یا عقلی طور پر اس کی حرمت کی وجہ واضح نہیں ہے؟؟ ایسا کرنا دینی طور پر تو خطرناک ہے ہی کہ مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، طبّی، معاشرتی، اقتصادی طور پر بھی خطرناک ثابت ہوگا۔ جس کے مظاہر موجودہ معاشرے میں بکثرت دیکھے جا رہے ہیں۔ مثال کے

[15] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-Baqarah, Surah No: 2, Verse No: 216.

طور پر زنا کی حرمت کو اہمیت نہ دی گئی اور جہاں جہاں اس حرمت کو چھوڑ کر اسے حلال سمجھا گیا یا ایسے تعلق قائم کیے گئے جو زنا پر مشتمل تھے پورے معاشرے کو اس کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ طرح طرح کی بیماریاں جنم لینے لگیں کچھ عرصہ پہلے تک جن کا وجود تک نہ تھا۔ لہٰذا زنا کی حرمت تو اس وقت بھی تھی جب یہ نقصانات واضح نہ ہوئے تھے اور آج بھی ہے۔ ایک مسلمان ان نقصانات کے واضح ہونے کے بعد شرعی احکام کی بجاآوری نہیں کرتا بلکہ صرف اس لیے کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے۔

اسی طرح دینِ اسلام نے سود کو حرام قرار دیا اور جب اس کی حرمت کو اہمیت نہ دی گئی اور اسے جائز سمجھ لیا گیا تو اقتصادی طور پر معاشرہ اس کے نقصانات اور اس کی خطرناکی کے اثرات سے دوچار ہے۔ سودی قرضوں کا لین دین اس قدر خطرناک ہے کہ بسا اوقات یہ غریب کے لیے جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے، جس کی مثال حالیہ دنوں میں قرض کی آن لائن ایپلیکیشنز سے متاثر ایک شخص نے خودکشی کی خبر میڈیا کی شہ سرخیوں کا حصہ بنی۔ پھر مزید تحقیقات سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ ہزاروں گھرانے اس قسم کی ایپلیکیشنز سے متاثر ہو چکے ہیں۔ دنیا بھر میں ممالک کے بیشتر اقتصادی مسائل کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب سود ہے۔ مثلاً دن بدن بے جا بڑھتے ٹیکس(Taxes)، مہنگائی، لوگوں کی قوتِ خرید میں کمی، افراطِ زر(Inflation)، غربت و افلاس میں دن بدن اضافہ، امیر و غریب کے مابین طبقاتی فرق کی بڑھتی ہوئی لکیر، مالداروں کا مزید مالدار ہوتے چلے جانا اور غریب کا خودکشی کرنا یا زندہ رہنے کے لیے چوری ڈکیتی جیسے جرائم کا سہارا لینا سود کے منفی اور برے اثرات میں سے ہے۔

جھوٹ کو دین اسلام نے حرام قرار دیا اور اسے اہمیت نہ دے کر معاملاتِ زندگی میں جھوٹ کا جس طرح بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے اس کے معاشرتی اثرات دیکھنے میں آتے ہیں مثلاً کاروبار میں جھوٹ بولنے سے دھوکہ فراڈ کو فروغ مل رہا ہے اور اشیاء کی کوالٹی گرتی جا رہی ہے۔ قیمت کے اتار چڑھاؤ اور اس طرح کے دیگر معاملات متاثر ہو رہے ہیں۔

ان مثالوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ حرام شدہ امور کی حرمت کی وجہ سے ہم واقف ہوں یا نہ ہوں لیکن چونکہ ہمارے خالقِ حقیقی کی طرف سے وہ حرمت ہے اس لحاظ سے ہمارا اس پر یقین ہونا چاہیے کہ اس حرمت کو مان لینے میں ہی ہمارا فائدہ ہے اور اگر اس کام کو ہم نے نہ چھوڑا اور حلال جانا تو اس کا نقصان ہی ہوگا اور اگر عقلی یا طبّی یا سائنسی طور پر اس کے فوائد اور حکمتیں سامنے آجائیں تو فبہا و نعم ورنہ محض اسی بنیاد پر اس کی بجاآوری سے اجتناب برتنا بڑی کوتاہی، کبیرہ گناہ اور دنیاوی اور اخروی لحاظ سے خسارے کا باعث ہوگا۔

۳۔ تیسرا اصول: ہر نجس شے حرام ہے:

حرمت کے حوالے سے یہ ضابطہ بیان ہو چکا کہ ہر نقصان دہ شے حرام ہے۔ حرمت کے حوالے سے ایک اہم ضابطہ یہ

بھی ہے کہ ہر نجس، ناپاک، خبیث چیز کو شریعت نے حرام کر دیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے:

"وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ"[16]

''(وہ نبی ﷺ)ان کے لیے پاکیزہ پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے۔''

مذکورہ آیت میں لفظ خبائث استعمال ہوا ہے جو کہ خبیث کی جمع ہے اور لفظ خبیث طیب کی ضد ہے چاہے وہ رزق ہو ،اولاد ہو یا لوگ سب پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔[17]قرآن کریم میں بھی یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے، کہیں کھانے پینے کی حرام چیزوں کے بیان میں ہے جیسا کہ مذکورہ آیت میں واضح ہے۔قرآن کریم میں لوط علیہ السلام کے حوالے سے ایک مقام پر یوں ارشاد ہے:

"وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ"[18]

''اسے (سیدنا لوط علیہ السلام)اس بستی سے نجات دی جو گندے کام کیا کرتی تھی۔یقیناً وہ برے لوگ تھے جو نافرمان تھے۔''

یہ بستی جن برے، خبائث کاموں کے مرتکب تھے ان کا بہت سی آیات میں بیان ہوا ہے ان میں سے ایک ہم جنس پرستی[19]،اللہ کے نبی لوط علیہ السلام کا انکار[20]،راستے بند کرنا[21]یہ سب امور خبائث میں سے تھے۔[22]

---

[16] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-A'raf, Surah No: 7, Verse No: 157.

[17] Muhammad bin Makram bin Ali, Abul Fazl, Jamal ul-Din Ibn Manzoor al-Afriki, Lisan ul-Arab, Dar Sadir – Beirut, 3rd Edition, 1414 AH, Vol. 2, p. 141-142.

Al-Qur'an al-Kareem: Surah Al-Anbiya, Surah No: 21, Verse No: 74.

[18] Al-Qur'an al-Kareem: Surah Al-Anbiya, Surah No: 21, Verse No: 74.

[19] Al-Qur'an al-Kareem: Surah A'raf, Surah No: 7, Verse No: 80, Surah Al-Shuara', Surah No: 26, Verse No: 165, 166.

[20] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah al-Shuara, Surah No: 26, Verse No: 167, Surah Al-Namal, Surah No: 27, Verse No: 56.

[21] Al-Qur'an Al-Kareem :Al-Ankabut, Surah No: 29, Verse No: 29.

معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں لفظ خبیث مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے جو سیاق سباق و سباق سے واضح ہو جاتے ہیں۔
قرآن کریم میں بعض مردوں اور عورتوں کو بھی خبیث کہا گیا اور جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ"[23]

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ لوگ اس سے بری کیے ہوئے ہیں جو وہ کہتے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور باعزت روزی ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں اہل علم میں بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ گندی زانی عورتیں زانی مردوں کے لیے اور خبیث زانی مرد زانی عورتوں کے لیے اور پاکیزہ عورتوں کے لیے پاکیزہ مرد اور پاکیزہ مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں ہیں۔ بعض اہل علم نے یہ تفسیر بھی بیان کی گئی ہے کہ ناپاک باتیں ناپاک مردوں کے لیے، ناپاک مرد ناپاک باتوں کے لیے اور پاک باتیں پاک مردوں کے لیے اور پاک مرد پاک باتوں کے لیے۔ مفہوم یہ ہوا کہ اچھی پاک باتیں اچھے لوگوں کا اور فحش گوئی برے لوگوں کا شیوہ ہے۔[24]

قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد ہے:

"مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ"[25]

''اللہ کبھی ایسا نہیں کہ ایمان والوں کو اس حال پر چھوڑ دے جس پر تم ہو، یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے۔''

اس کی تفسیر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہاں خبیث کے خبیث کو طیب سے علیحدہ کرنے سے مراد منافقین کا معاملہ ہے

---

22 Muhammad Al-Amin al-Shanqiti, Azwaa ul-Bayan Fi Izhah il-Qur'an Bil-Qur'an, Dar ul-Fikr for Publishing and Distribution, Beirut, 1995, vol. 4, p. 168

23 Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Noor, Surah No: 24, Verse No: 26.

24 Abul al-Fida Ismail bin Umar bin Kathir Al-Dimashqi, Tafsir al-Qur'an al-Azeem, Dar al-Kutub Al-Elamiya, Beirut, 1999, 1st edition - 1419 AH, vol. 6, page 32

25 Al-Qur'an al-Kareem: Surah Aal Imran, Surah No: 3, Verse No: 179.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 18-35
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

جب وہ جنگ احد کے موقع پر علیحدہ ہوئے۔ تو ان کا یوں علیحدہ ہونا اللہ تعالیٰ کی حکمتوں میں سے تھا۔ [26]

اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

"قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"

''خبیث اور پاکیزہ چیزیں برابر نہیں ہو سکتی اگرچہ اخبیث کی کثرت آپ کو اچھی لگے عقل والوں اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

مذکورہ آیت میں اللہ رب العالمین نے اپنے نبی محمد کریم ﷺ سے فرمایا کہ محمد ﷺ! کوئی بھی ردی چیز اور جدید چیز، صالح اور برا شخص فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ خبیث کی کثرت یعنی نافرمان لوگ اور برے لوگ طیب کے مقابلے میں یعنی فرمانبرداروں کے مقابلے میں زیادہ ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے لوگ ہی کامیاب ہیں کیونکہ انہیں جب اس اطاعت کا ثواب اور اجر ملے گا تو اس سے بڑی کامیابی بھلا کیا ہو سکتی ہے۔ گو کہ وہ تعداد میں کم ہی ہوں لیکن اس کے باوجود کامیابی ان کا مقدر بن جائے گی۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا بلکہ وہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔'' [27]

رسول اللہ ﷺ نے لفظ خبیث کو استعمال کرنے کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور ایسا لفظ بتلایا جو اس سے زیادہ بہتر ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''انسان جب رات کو سوتا ہے تو شیطان اور اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور صبح جب وہ بیدار ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ وضو کر لیتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد جب وہ نماز پڑھ لیتا

---

[26] Abu Abdullah Muhammad bin Umar Fakhr al-Din al-Razi, Mafateeh ul-Gheeb (Al-Tafsir al-Kabir), Dar Ihya al-Turath al-Arabi – Beirut, 3rd edition - 1420 AH, Vol. 9, p. 441

[27] Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Jaafi, Sahih al-Bukhari, Dar Tawq al-Najat, 1st Edition, 1422 AH, Kitab al-Adab, Baab La Yaqul: Khabisat Nafsi, Hadith No: 6179, Vol. 8, Page 41

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 18-35
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور وہ تروتازہ اور طیب النفس بیدار ہوتا اور خیر کو پالیتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ سست رہتا ہے، خبیث النفس ہوتا ہے خیر کو نہیں پاتا۔" [28]

مذکورہ حدیث میں بڑے صریح الفاظ میں طیب النفس کے مقابلے میں خبیث النفس کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ اس شخص کے بارے میں وارد ہوا جس کی شیطانی گرہیں نہیں کھلتی جو ذکر و اذکار نہیں کرتا، وضو نہیں کرتا اور نماز ادا نہیں کرتا بالآخر وہ خیر کو بھی نہیں پاتا تو بالکل واضح ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دعا پڑھتے:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الخُبُثِ وَالخَبَائِثِ"[29]

ترجمہ: "اے اللہ! میں ناپاک چیزوں اور ناپاکیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

اس حدیث کی شرح میں ابن عربی نے خبائث کی عام تفسیر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ خبائث سے مراد مکروہ ہے لہذا اگر گفتگو ہو تو اس میں جو مکروہ چیز ہے جیسے گالی گلوچ، ملتوں میں کفر خبیث ہے، کھانے پینے کی چیزوں میں حرام چیزیں ہیں۔ پینے میں اس سے مراد نقصان دہ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ان کا یہ کلام نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اسی بنیاد پر خبائث سے مراد نافرمانی کے امور یا مذموم افعال ہیں۔[30]

مذکورہ لفظ خبیث کے قرآن و سنت میں استعمال اور اس کے مذموم ہونے سے واضح ہو گیا کہ خبیث اشیاء و امور حرام ہوتے ہیں۔

۳۔ تیسرا اصول: ہر عبادت جو قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو حرام ہے:

حرمت کے حوالے سے ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ عبادات میں ہر چیز کی اصل حرام ہے یعنی وہ ممنوع ہے، کسی کو اپنی

---

[28] Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Jaafi, Sahih al-Bukhari, Dar Tawq al-Najat, 1st Edition, 1422 AH, Kitab al-Tahajud, Baab Aqd il Shyatain ala Qafiyat il Raas iza lam yusalli billail, Hadith :1142, Vol. 2, Page 52

[29] Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Jaafi, Sahih al-Bukhari, Dar Tawq al-Najat, 1st Edition, 1422 AH, Kitab ul Wuzu, Baab Ma yaqul indalkhalai , Hadith No:142, Vol. 1, P 40

[30] Ahmad bin Ali bin Hajar Abu al-Fazl al-Asqalani al-Shafi'i, Fath ul-Bari Sharh Sahih al-Bukhari, Dar al-Marfa'ah - Beirut, vol. 1 p. 243

Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 18-35
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

طرف سے خود سے کسی انسان کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں الا یہ کہ شریعت کی طرف سے کوئی دلیل ایسی مل جائے جس کی بنیاد پر اس کی مشروعیت ثابت ہو جائے اور اگر مشروعیت کی کوئی دلیل نہ ہو تو وہ کام حرام ہو گا لہذا ایسا نیا کام جس کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں ہے اور کوئی انسان اسے عبادت سمجھ کر کر رہا ہو تو اسے بدعت کہا جائے گا بدعت ایک شرعی اصطلاح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ دین میں گھڑی گئی نئی شے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبے میں اس حوالے سے یہ اصول بیان فرماتے تھے کہ دین میں ہر نئی شے بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم ہے۔[31]

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بھی ہمیں یہ اصول دیا کہ اگر اللہ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی اتباع کی جائے۔ لہذا عبادت کے معاملے میں اصل شریعت کی اتباع اور پیروی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی یہی ہے کہ ان کی پیروی کی جائے جیسا کہ قرآن کریم میں رسول اللہ کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک نمونہ، ایک آئیڈیل جن کی پیروی (Follow) کیا جائے لہذا تشریع اللہ رب العالمین کا حق ہے جو کہ صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے اور یہی وجہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو ہمارے دین میں کوئی نئی شے گھڑتا ہے تو وہ مردود ہے۔"[32]

یہ ضابطہ کہ عبادت کا شریعت سے ثابت ہونا ضروری ہے اسے متعدد علماء نے بیان کیا ہے جیسا کہ امام شاطبیؒ،[33] حافظ ابن حجر[34] و دیگر اہل علم نے بیان کیا ہے۔

۴۔ چوتھا اصول: ہر معاملہ مباح ہے الا یہ کہ اس کی حرمت ثابت ہو:

معاملات کے تعلق سے اصول یہ ہے کہ شریعت نے معاملات میں ہمارے لیے سب کچھ جائز رکھا ہے ہم جو مرضی

---

[31] Muslim bin al-Hajjaj Abu al-Hasan al-Qashiri al-Nisaburi, Sahih Muslim, Dar Ihyaya ul-Turath al-Arabi – Beirut, Kitab al-Juma'ah, Baab Takhfeef il Salat wal Khutba, hadith No: 867, vol. 2, p. 592

[32] Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Jaafi, Sahih al-Bukhari, Dar Tawq al-Najat, 1st edition, 1422 AH, Kitab al-Sulh, Baab "Iza istilahoo ala Sulh Jor Fa-us-Sulhu Mardud, Hadith No: 2697, Volume 3, p. 184

[33] Ibrahim bin Musa bin Muhammad al-Lakhmi al-Gharnati, known as al-Shatbi, al-Muwafqaat, Dar Ibn Affan, 1st edition, 1997, vol. 2, p. 296.

[34] Ahmad bin Ali bin Hajar Abu al-Fazl al-Asqalani al-Shafi'i, Fath ul-Bari Sharh Sahih al-Bukhari, Dar al-Marfa'ah - Beirut, vol. 3 p. 54

کھائیں پییں پہنے اور جو استعمال کریں ہمیں کوئی منع نہیں ہے اجازت ہے کیونکہ وہ ہمارے دنیا بھی معاملات ہیں ہم جیسے چاہے کریں الا یہ کہ شریعت نے اس حوالے سے خاص طور پر کوئی معاملہ واضح کر دیا ہو کہ یہ کام کرنے کی اجازت نہیں ہے مذکرہ اصول فقہ میں علامہ امین شنقیطی رحمہ اللہ نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے اور قرآن کریم کی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ رب العالمین فرماتا ہے:

"هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا"[35]

"اللہ رب العالمین ہی نے تمہارے لیے پیدا کیا جو کچھ بھی زمین میں ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ اب ہمارے لیے حلال و جائز ہے الا یہ کہ اس کے لیے خصوصی منع و تحریم آجائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں لفظ "قل" کے ساتھ ارشاد ہے یعنی کہ آپ ﷺ! یہ پڑھ کر سنا دیں اور ان کو بتلا دیں کہ فلاں فلاں چیزیں حرام کر دی گئی ہیں۔[36] لہذا یوں معاملات میں عام اصول یہ ہے کہ وہ جائز و مباح ہیں ایسا ہو سکتا ہے کچھ امور میں ایسا شائبہ ہو کہ کہیں یہ کام حرام نہ ہو ایسے امور مشتبہ کہلاتے ہیں ان کے بارے میں شرعی تعلیم یہ ہے کہ ایسے مشتبہ امور سے بھی بچا جائے۔

۵۔ پانچواں اصول: حرام کا سبب بننے والی شے حرام ہے:

اس عبارت کو عمومی طور پر اصولیوں نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے "مالا یتم ترک الحرام الا بہ" اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ شے جس پر حرمت موقوف ہو۔ اس طور پر کہ وہ کام حرمت کے اجزاء میں سے ہو جیسے زنا کی حرمت ہے اس سے روکنے میں زنا کے تمام اجزاء کی حرمت شامل ہے۔ حرام کام سے تعلق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے وہ کام حرام کے اجزاء میں سے تو نہیں البتہ اس کی شروط یا مقدمات میں سے ہے جیسے زنا کی طرف لے جانے والے اسباب اور زنا پر ابھارنے والے امور بھی حرام ہیں کیونکہ وہ ایک حرام کام زنا کا باعث بنتے ہیں۔ تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ کام جو کسی حرام کام کی ضروریات میں سے ہو یعنی حرام کام کی حرمت کی تکمیل اس پر موقوف ہو۔ مثال کے طور پر کسی کی کوئی محرم خاتون کسی اجنبی عورت میں مختلط ہو جائے تو ان اجنبی عورتوں سے نکاح بھی حرام ہو جائے گا کیونکہ ایسے موقع پر محرم میں اور اجنبی میں فرق کرنا ممکن نہیں۔

---

[35] Al-Qur’an Al-Kareem: Surah Al-Baqarah, Surah No: 2, Verse No: 29.

[36] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah A'raf, Surah No. 7, Verse No. 33, Surah Inam, Surah No. 6, Verse No. 145, 151.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 18-35
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

٦۔ چھٹا اصول: حرام کے جواز کے لیے کیا جانے والا ہر حیلہ حرام ہے:

حیلے سے مراد ایسے وسائل ہیں کہ جسے انسان کسی واجب کو چھوڑنے کے لیے یا کسی حرام کو اپنے لیے حلال کرنے کے لیے اپناتا ہے کسی ایسے عقد کے ذریعے سے جو بظاہر صحیح نظر آئے۔ اب ظاہری طور پر صحیح ہونے کی وجہ سے انسان کوئی ایسا کام کرنا اپنے لیے جائز سمجھتا ہے جو اصلاً اس کے لیے حرام ہوتا ہے۔ حیلے کی ایک قسم وہ حیلے جو مطلق طور پر جائز و مباح ہیں۔ اس سے مراد وہ حیلے جنہیں شریعت نے جائز قرار دیا ہے یہ حیلے قران و سنت کے منافی نہیں۔ مثال کے طور پر دو آپس میں لڑے ہوئے لوگوں کی صلح کروانا جیسے میاں بیوی کے درمیان ناراضگی ہے تو کوئی ایسا حیلہ کرنا ان کے درمیان صلح ہو جائے ممکن ہے کہ کوئی خلافِ حقیقت بات کہہ دی جائے جو شرعاً جائز نہیں لیکن اس موقع پر جائز ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ان کے مابین صلح ممکن ہے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنی جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہہ دینا یہ بھی ایک جائز حیلہ ہو گا بشرطیکہ ایمان پر اس کا دل مطمئن ہو۔ جیسا کہ اس حوالے سے عمار بن یاسر کا واقعہ معروف ہے۔

حیلوں کی دوسری قسم ممنوع حیلوں کی ہے۔ اس سے مراد وہ حیلہ ہے کہ جو کسی ایسے معاملے کو منعقد کرنے کے لیے کیا جائے جس سے شریعت نے روک دیا ہو اور کوئی شخص فاسد عقد کرے یا کوئی فاسد معاملہ طے کرے جو بظاہر صحیح ہے لیکن اصلاً وہ فاسد ہے اور اس کا مقصد کسی حرام کو حلال کرنا ہو تو ایسا جائز نہیں ہے اور اس کو حلال کہنا بھی جائز نہ ہو گا۔ جیسا کہ یہود نے ہفتے کے دن شکار سے روکے جانے کا حیلہ یہ تراشا کہ اس دن سے پہلے قریب ہی گڑھا کھود لیتے جہاں مچھلیاں جمع ہو جاتیں اور ہفتے کے بعد اسے استعمال کر لیتے اور مطمئن ہو جاتے کہ انہیں جس کام سے روکا گیا تھا وہ انہوں نے نہیں کیا۔ انہیں اونٹوں کی چربی سے روکا گیا تو انہوں نے اسے بیچ کر اس سے فائدہ اٹھالیا۔ یہ حیلے ناجائز تھے۔

حافظ ابن حجر حیلہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں: ''اگر کسی جائز طریقے سے یعنی کسی حق بات کو باطل قرار دینے کے لیے یا باطل چیز کو ثابت کرنے کے لیے کوئی حیلہ اختیار کیا جائے تو وہ حرام ہے البتہ کسی حق کو ثابت کرنے کے لیے یا کسی باطل کو دور کرنے کے لیے اختیار کیا جائے تو واجب یا مستحب کے درجے میں ہے اور اگر جائز طریقے سے کسی مکروہ کام سے بچنے کے لیے حیلہ اختیار کیا جائے تو وہ مستحب یا مباح ہو گا اور اگر مندوب چیز کو چھوڑنے کے لیے کوئی حیلہ اختیار کیا جائے تو وہ مکروہ ہو گا۔'' [37]

[37] Ahmad bin Ali bin Hajar Abu al-Fazl al-Asqalani al-Shafi'i, Fath ul-Bari Sharh Sahih al-Bukhari, Dar al-Marfa'ah - Beirut, vol. 12 p. 326

Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 18-35
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

حیلوں کو اہل علم میں سے ایک گروہ مطلق طور پر جائز قرار دیتا ہے تو ایک گروہ مطلق طور پر ناجائز قرار دیتا ہے۔ جائز کہنے والوں کے دلائل یہ ہیں کہ قرآن کریم میں ہے جو تقوی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستہ نکال دیتا ہے۔[38] تو یہ راہ نکالنے کی ایک صورت ہے۔ نیز ایوب علیہ السلام نے سو کوڑے مارنے کی قسم اٹھائی تھی مگر سو تنکوں کے جھاڑو کو ایک بار مار دینے کو کافی قرار دیا گیا۔[39] جبکہ دوسری طرف جن اہل علم کے نزدیک یہ جائز نہیں وہ اپنے موقف کی تائید میں جو دلائل دیتے ہیں ان میں سے یہ ہے کہ اصحابِ سبت کا ہفتے کے دن مچھلیوں کے شکار کا حیلہ، چربی سے روکے جانے پر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو استعمال کرنا، بولی لگا کر مال بیچنے کی ممانعت، نکاح حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے کیا جائے دونوں پر لعنت کی حدیث میں حیلوں کی مذمت موجود ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسے حیلے جائز نہیں۔

اس اختلاف کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اہل علم کے درمیان اس بات پر بھی اختلاف ہے کہ آپس میں معاملات طے کرتے وقت الفاظ کا اعتبار ہوگا یا ان کے معانی کا۔ جو اہل علم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اعتبار الفاظ کا ہوگا ان کے نزدیک حیلے بھی جائز ہیں۔ جبکہ معانی کا اعتبار کرنے والے اہل علم کے نزدیک حیلہ ناجائز و باطل ہے۔ الا یہ کہ لفظ اور معنی میں حالیہ قرائن کے ذریعے سے موافقت موجود ہو۔

اس موضوع پر معروف کتاب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی ہے جو کہ احناف میں سے معروف امام اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے۔

بعض اہل علم نے مستقلاً یا ضمناً حیلوں پر رد کیا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب صحیح بخاری میں ایک مستقل کتاب الحیل قائم کی ہے اور اس میں دلائل کے ذریعے سے اس کا رد کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بیان الدلیل علی بطلان التحلیل میں حیلوں کا رد کیا ہے گو کہ یہ کتاب اصلاً نکاحِ حلالہ کے رد پر ہے لیکن اس کتاب میں ضمناً حیلوں پر بھی رد ہے کیونکہ یہ بھی حیلوں میں سے ایک مشہور حیلہ ہے۔ اسی کتاب کا اختصار بنام "شفاء العليل في اختصار ابطال التحليل" ہے جو کہ محمد بن علی البعلی کی تصنیف ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں ضمناً حیلوں کا رد کیا ہے اس حوالے سے پیش کیا گیا مواد امام ابن تیمیہ ہی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔۔ امام شاطبیؒ نے اس موضوع پر الموافقات میں ضمناً بات کی ہے۔ محمد عبداللہ بجیری نے "کشف النقاب عن موقع الحيل من السنة

---

[38] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-Talaq, Surah No: 65, Verse No: 2.
[39] Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Soad, Surah No: 38, Verse No: 44

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 18-35
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

والکتاب" کے نام سے اس موضوع پر کتاب لکھی اس میں حیلوں کے حوالے سے دلائل پیش کیے۔ مالی معاملات میں حیلوں کے بیان پر ایک کتاب "الحیل الفقهية في المعاملات المالية" جس کے مؤلف محمد بن ابراہیم ہیں۔ مشروع اور ممنوع ہونے کے اعتبار سے حیلوں کی اقسام پر دکتور عبدالسلام رضی کی قلم اٹھایا اور ایک کتاب بنام "الحیل المحظور منها والمشروع" لکھی ہے۔ اسی موضوع پر ایک کتاب "الحیل الشرعية بين الحظر والإباحة" بھی قابل مطالعہ ہے۔ دکتور سعد بن غریر السلمی کے دیگر احکام پر کتاب بنام "الحیل وأحكامها في الشريعة الإسلامية" لکھی جو لائقِ مطالعہ ہے۔ بہر حال اس تفصیل کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ حیلوں کے ذریعے سے حرام کو حلال بنانے کی کوشش کرنا جائز نہیں اور اہل علم کی کثیر تعداد نے اس قسم کے حیلوں کے رد مستقل کتابیں لکھ کر اس کی تردید کی ہے۔

۷۔ ساتواں اصول: ضرورت کے پیشِ نظر حرام کام کا جواز:

مجبوری کے پیش نظر شریعت میں آسانی اور رخصت دیتے ہوئے مجبوری کی صورت میں حرام کام کو مباح کر دیا جاتا ہے ، دراصل اہل علم نے اس اہم نکتے کو بیان کیا ہے کہ دین اسلام کے احکام میں ضروریاتِ خمس یعنی پانچ امور کی حفاظت کا دخل ہوتا ہے جو کہ حفاظت دین، حفاظتِ نفس، حفاظت عقل، حفاظتِ عزت اور حفاظتِ مال ہیں۔ ان پانچ چیزوں کی حفاظت کے پیش نظر حلت و حرمت اور حرمت کی اباحت کے احکام ہو سکتے ہیں۔ یہ شریعت کا اہم اصول ہے کہ انسانی ضرورتوں اور مصلحتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے بسا اوقات رخصت دیتے ہوئے ممنوع کاموں میں جواز اور اباحت کی گنجائش دی جائے۔ فقہاء نے اس بات کو ایک قاعدے کے ذریعے سے بیان کیا ہے "الضرورات تبيح المحظورات" یعنی جب کوئی ضرورت آجائے تو وہ ممنوع کام بھی جائز ہو جاتا ہے اسے کرنے کی گنجائش نکل آتی ہے۔ اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ جب مکلف کو کوئی ایسی ضرورت پیش آئے کہ جس کی بنیاد پر وہ حرام سے رکنا، اجتناب کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہو تو حرام کام بھی اس کے لیے مباح ہو جائے گا اور اس ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے حرام کام کا ارتکاب کرنے کی اسے رخصت ہے اور وہ اس ارتکاب پر گنہگار نہ ہو گا۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص کو سخت بھوک لگ جائے اور جان جانے کا خدشہ ہو تو اس کے لیے مردار کا گوشت کھانا جائز ہو گا۔[40] یہ اصول قرآن کریم کے متعدد

[40]Abdurrahman bin Saleh Abdullatif, Al-Qawaid wa zawabit al-Fiqhiya al-mutazamina lil-Tasier, imada al bahs Al-ilmi bil jamia alaislamiya, Al-Madinah Al-Munawarah, Al-Mamlikah Al-Arabia Saudi Arabia, 1st Edition, 1423 AH/2003 AD, Vol. 1, p. 287.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 18-35
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar2

دلائل سے ثابت ہے۔[41]

خلاصہ کلام:

حلال و حرام کے حوالے سے شریعت کے بیان کردہ اصول و ضوابط کو جاننا بے حد ضروری ہے جن سے حلال و حرام کی صحیح اور مکمل تصویر سامنے آجاتی ہے اور قرآن و سنت میں بیان کردہ حرام امور سے بچنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ زیر نظر مضمون میں سات اصول و ضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ جو کہ یہ ہیں کہ امور یا اشیاء کی تحریم شرعی معاملہ ہے لہذا قرآن و سنت سے ثابت نہ ہونے والی عبادت حرام ہو گی کیونکہ شریعت نے اس کا حکم نہیں دیا۔ نیز شریعت نے ہر ضرر والی، نجس، شے حرام کی ہے لہذا تمام ضرر والی یا نجس اشیاء سے اجتناب کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی بھی حرام کا سبب اور ذریعہ بننے والا ل کام بھی ناجائز ہو گا۔ وگرنہ عمومی طور پر تمام معاملات حلال ہیں الا یہ اس کی حرمت کو بیان کر دیا گیا ہو یا اس کا ضرر وغیرہ واضح ہو۔ البتہ بعض احوال میں ضرورت کے باعث حرام کے حوالے سے رخصت آجاتی ہے یہ بھی دین اسلام کی سماحتوں اور فضل میں سے ہے۔ واضح رہے کہ اس سلسلے میں کیے جانے والے حیلے کہ جن کے ذریعے سے کسی حرام کام کو جائز کرنے کی کوشش کی جائے صحیح نہیں ہے۔ یہ چند اہم اصول اس مضمون کا حصہ ہیں تاہم اس حوالے سے اہل علم نے مزید نکات بھی بیان کیے ہیں جن کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہییں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[41] This can be read in following verse of Al-Qur'an Al-Kareem: Surah Al-Baqarah, Surah No: 2, Verse No: 173, Surah Al-Maidah, Surah No: 5, Verse No. 3, Surah Al-An'am, Surah No: 6, Verse number: 119, 145.